

هناك الزلازل والفيضات وبها يطلع قرن الشيطان

(بخاري شريف)

دومة الخيل

النقود الكبير

# شرح حديث شجر

شجرة

منفتحة ظهور حديد

دارم محمد المصنف لاهور

المدينة

اليمين

البحر

البحر

البحر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## الانتساب

فقیر اپنی اس حقیر سی سعی ناتمام کو اپنے والد ماجد جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف کے اولین فاضل، محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے تلمیذ رشید عالم ربانی فاضل حقانی اُستاذ العلماء

حضرت مولانا مفتی ابوالفیض محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

کے نام نامی سے منسوب کرنا اپنے لیے بہت بڑی سعادت جانتا ہے جن کی مساعی جمیلہ سے فقیر کسی قدر خدمت دین متین کے قابل بن سکا۔

ظہور احمد جلالی

دارالعلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی

ضلع لاہور

آپ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱۳ اپریل ۲۰۰۳ء بروز پیر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ قارئین سے مرحوم

کے درجات کی بلندی کی دُعا کی درخواست ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معروضات

### غرضِ تالیف

فقیر کی اس تالیف کی غرض صرف اور صرف صیانت حدیث شریف ہے تاکہ کوئی شخص بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات گرامی کی من مانی تعبیر نہ کر سکے۔

### غرضِ اشاعت

حریم شریفین کی اس وقت عالم اسباب میں پوزیشن یہ ہے کہ خاکم بدہن کے یہود و نصاریٰ اگر ان مقدس مقامات پر کسی قسم کی سازش کا ارتکاب کرنے لگیں تو بظاہر ان کی روک تھام کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

آئے دن مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے، بالخصوص ان دنوں عراق کی سر زمین کو جس طرح خون آلود کیا گیا اس میں مسلمان سوچتے ہی رہ گئے کہ مرکز اسلام سے ان ظالموں کے خلاف آواز بلند ہوگی اور ان کی قیادت میں فریضہ جہاد ادا کیا جائے گا۔ مگر صد افسوس ایسا نہ ہو سکا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حریم شریفین پر قابض قوت مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے تحفظ سے کوسوں دور ہے۔ وہاں اسلامی ممالک کی مشترکہ خدمت کمیٹی کا ہونا ضروری ہے جو حریم شریفین کی خدمت بھی انجام دے اور مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کا تحفظ بھی کرے کیونکہ ایک عیاش خاندان کی شخصی حکومت مسلمانوں کے لیے باعث وبال ہے۔

نیز یہ بتانا مقصود ہے کہ نجدی حکمران اول و آخر خارجی ہیں اور درمیان میں برطانوی استعمار کی سازش کا کرشمہ ہیں۔

## تکمیل آرزو

فقیر کے مربی و استاذ مکرم و مناظر اسلام عاشق رسول مقبول حضرت قبلہ صوفی محمد اللہ داتا رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”مروجہ حسنات“ میں شیخ نجدی کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے خواہش ظاہر فرمائی تھی کہ شیخ نجدی کی مکمل تاریخ کسی اور موقع پر بیان ہوگی مگر آپ غلالت طبع کی بنا پر اس کی تکمیل نہ فرما سکے، الحمد للہ ثم بفضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش نظر کتاب انہیں کی آرزو کی تکمیل ہے۔

نیز اس کی اشاعت بھی انہیں کے خدام کے ذریعے ہو رہی ہے لہذا میں یہ جزم کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ یہ شکستہ حروف انہیں کی آرزو کی تکمیل ہے کہ ان کی برکات شامل حال ہوئیں تو کتاب لکھنے اور اس کی اشاعت کے اسباب بنتے چلے گئے۔

ضروری نوٹ: اس کتاب کی اشاعت کی ہر ایک کو اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے نیز جو حضرات ہمارے ذریعہ چھپوانا چاہیں تو کاپیاں بھی مہیا کی جائیں گی۔ مزید تعاون بھی حاضر ہے۔ اگر کوئی صاحب کسی رسالہ میں شائع کرنے کا ذوق رکھتے ہوں تو C.D (فلاپی) بھی حاضر ہے وہ اپنے رسالہ کے سائز کے مطابق پروف نکلا سکتے ہیں۔

طالب دعا: خادم اہلسنت

ظہور احمد جلالی

دارالعلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی

ضلع لاہور

## شرح حدیث نجد پر ایک نظر

از۔ رئیس التحریر حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی زید مجدہ آف پتوکی

ہمارے عزیز ترین نوجوان فاضل علامہ مولانا ظہور احمد جلالی زید مجدہ ان قابل فخر نوجوان علماء میں شامل ہیں جن کے علم و فضل پر بجا طور پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ہماری جماعت کے بزرگ ترین اور جید عالم باعمل ”حافظ الحدیث حضرت علامہ پیر سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۴۰۶ ہجری ۱۹۸۵ء بھکھی شریف کے قدموں میں بیٹھ کر علم و عمل کی لازول دولتیں حاصل کی ہیں۔ مزید مسرت زایہ امر ہے کہ وہ قلم و قرطاس سے بھی بھرپور تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں قدرت نے تحریر و انشا کا ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔

اس وقت ان کی کتاب شرح حدیث نجد میرے زیر نظر ہے۔ فاضل محترم نے اس تحریر دلپذیر میں حضور اکرم سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مشہور حدیث کی شرح فرمائی ہے جس میں ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”نجد“ کے لیے دُعا نہ فرمائی۔ اس حدیث شریف کو امام بخاری علیہ رحمۃ الباری نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے اور محدثین کے درایت پر پوری اُترتی ہوئی یہ حدیث صحیح

بخاری سے مشکوٰۃ شریف میں نقل ہوئی یوں شارحین بخاری علامہ عینی، امام قسطلانی، علامہ کرمانی اور شارحین مشکوٰۃ حضرت علامہ امام علی قاری طیبی، شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نگاہ سے یہ حدیث مبارک پوشیدہ نہ رہ سکی۔ اس پر خوب خوب بحثیں شروع۔ حدیث میں موجود ہیں جن کی تفصیل ابھی آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

مجھے نہ تو اس کتاب پر کوئی تنقیدی بحث کرنا ہے نہ ہی مذکورہ مباحث میں کوئی اضافہ یا ترمیم کا عمل کرنا ہے بلکہ اس کتاب کے بعض پہلوؤں سے تعارف اس لیے کروانا ہے کہ قارئین جب کتاب کھولیں تو کتاب میں مذکور مباحث سے کچھ تعارف پہلے ہو جائے تاکہ فہم کتاب میں یہ تقدیم معاون ہو سکے اس حدیث شریف سے جس اصل مسئلہ نے جنم لیا وہ ہے بارہویں صدی ہجری میں جناب محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ظہور۔ یہ صاحب اپنے علم و فتویٰ و تقویٰ میں جیسے بھی تھے اس پر بحث مطلوب نہیں لیکن ایک بات واضح ہے کہ انہوں نے مسلم اُمہ میں شہرت بہت حاصل کی۔ اُمہ جس کو یہود و نصاریٰ اور صیہونی قوتوں کے خلاف بنیان مرصوص بننا چاہیے تھا وہ ان صاحب کی وجہ سے تقسیم ہو گئی مسلمانوں کی قوت واحدہ کو ان صاحب کی وجہ سے شدید نقصان پہنچا اس لیے یہ صاحب اسلام کے لیے ضرر کا باعث ثابت ہوئے ان کے افکار پر علمائے اُمت نے خوب خوب گرفت کی ان کی تحریکوں کا تعاقب کیا۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ حدیث شریف میں جو فرمانِ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا ہے کہ ”نجد میں زلازل اور فتن ہیں“ اور ”نجد سے شیطان کا سینک پھوٹے گا“ اُمت کے کثیر طبقہ نے اس کا مصداق جناب ابن عبدالوہاب ہی کی تحریک کو سمجھا۔

### ”ترکوں کا زوال“

حجاز عرب میں برطانوی استعمار کا دخول سامراجیوں کی خون آشامیاں الجزائر اور فرانس کا ترکوں سے بچ جانا یورپ کا اسلامی انقلاب سے محروم رہنا برصغیر میں اسلام کے دعویداروں کا مسلمانوں کو مشرک قرار دینا ایسے امور ہیں جو اس تحریک کے بال و پر ہیں اور اُمت کے اکابر جیسے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ بھی اس حدیث کا مصداق انہیں صاحب کی تحریک کو قرار دیتے ہیں۔ اسلام میں پہلا فرقہ خارجی کے نام سے پیدا ہوا اس کا تشخص بھی اس تحریک سے مشخص ہوا مگر جناب نجدی کی فکر برصغیر میں تیرہویں صدی میں داخل ہوئی۔ اس وقت سے اب تک مسلم اُمہ بھی سر پھٹول میں گرفتار ہے۔ کون نہیں جانتا کہ برصغیر کے سب سے بڑے علمی قائد قبلہ المحدثین و کعبہ المفسرین معجزہ رسول رب العالمین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہیں۔ ان کا وصال ۱۰۵۲ء میں ہوا ان کے مکتوبات میں آخری مکتوب میں آپ نے فرمایا ہے

کہ اب تک امت میں بہت سے مسائل میں اختلاف ہوا ہے مگر یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ حضور سرورِ عالمیان ختمِ دور زمانِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت ہمیشہ حاضر و ناظر تسلیم کرتی رہی ہے، مفیض اور نور رساں کا عقیدہ رکھتی رہی ہے برصغیر میں اسلام محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ داخل ہوا مگر تیرہویں صدی تک تمام مسلمانوں کا عقیدہ ایک رہا اس میں کبھی اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ صرف جہانگیر کے زمانہ میں شیعہ عقیدہ داخل ہوا اس کے بعد ۱۸۲۲ء تک تقریباً تین صد سال شیعہ اور سنی عقیدہ کے سوا کوئی دوسرا مکتبہ فکر پیدا نہ ہوا مگر جب جناب محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کی چنگاریاں داخل ہوئیں تو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے پوتے جناب محمد اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تقویہ الایمان“ علامہ ابن نجدی کی تصنیف ”کتاب التوحید“ کا اردو ترجمہ کی حیثیت سے دیکھی گئی۔ بس اس وقت سے یہ حدیث نجد برصغیر میں بھی زیر بحث آ گئی۔ (مولانا) محمد اسماعیل دہلوی اور جناب سید احمد بریلوی کی فوج کو وہابی فوج کہا گیا۔ آج ان حضرات کے مضبوط ترجمان اہل قلم مثلاً علامہ سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا غلام رسول مہر اور ”سلسلہ کوثر“ کے مصنف شیخ محمد اکرم صاحب کی تصانیف چاہے جتنا مرضی دفاع کریں وہ اس فوج سے وہابی کا لفظ خارج نہیں کر سکے۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری، سید صدیق الحسن بھوپالی جیسے اہل قلم نے بھی پورا پورا زور بیان صرف فرمایا مگر لفظ وہابی اس گروہ کا مقدر بن گیا۔ اس لفظ سے نفرت عوام میں یوں پھیل گئی کہ ”وہابی“ کو ماں بہن سے بھی بڑی گالی تصور کیا جانے لگا اس وقت اس حدیث شریف کے مصداق طائفہ نے بہت سے پیچ و تاب کھائے اور دو بحثیں چھیڑ دیں۔

### پہلی بحث

۱- حدیث نجد کا مصداق یہ علاقہ نہیں جس میں جناب محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے ہیں بلکہ اس سے مراد بغداد اور عراق ہیں۔

### دوسری بحث

۲- جناب سید احمد بریلوی اور جناب محمد اسماعیل دہلوی کے پیروکار وہابی نہیں ہیں۔

### بحث کا جواب

اولاً حدیث نجد کے مطالب کو اغواء کرنے کی کوشش کی گئی، جغرافیہ میں تبدیل و تغیر کا

کھیل کھیلا گیا بلکہ اس کا مصداق عراق کو قرار دیا گیا کہ عراق کے شہر بغداد میں امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ افروز ہیں اور بغداد ہی میں غوث الثقلین کریم الطرفین محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی قدس سرہ کا دربار گوہر بار اور بارگاہ بندہ نواز موجود ہے۔ ان محرفین کی سازشی ذہنیت یہ تھی کہ حدیث نبوی کی تقریریں ادھر منتقل ہو جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے امت میں اہل قلم جرنیلوں کی ایک فوج ظفر موج پیدا کر دی جس نے اس سازش کا تانا بانا بکھیر دیا اور ثابت کر دیا کہ نجد سے مراد عراق نہیں بلکہ یمامہ اور آج کا ریاض ہے جہاں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے۔

مولانا جلالی صاحب نے بھی اس تحریر میں کاوش فرمائی ہے

لفظ وہابی سے تنگ آ کر حدیث شریف کے مصداق اور اہل نجد سے متعلق دوسری احادیث کریمہ کے معیار پر چار چول چوکس اُترنے والی مخلوق نے برطانیہ کے استعماری حکمرانوں سے مدد طلب کی۔ چنانچہ مشہور برطانوی شاتم رسول سر ولیم میسور سے رشتہ جوڑا اور ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر جیسے مصنف سے ساز باز کی اور مشہور وہابی لیڈر ڈپٹی نذیر احمد نے تو انگریزوں کو اولی الامر قرار دیا۔ شورش کاشمیری کے بقول پھر مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ مولوی صدیق الحسن بھوپالی کی کتاب ترجمان وہابیہ بھی انگریزی استعمار کا قصیدہ ہے اس سے مفاد حاصل یہ کیا گیا کہ مولوی بٹالوی صاحب نے انگریزوں کی حمایت کو واجب قرار دیا اور اس کے عوض گورنر جنرل سے وہابی جماعت کے لیے اہلحدیث کا نام حاصل کیا۔

(تحریک ختم نبوت - شورش کاشمیری ۱۶ مطبوعہ چٹان پریس لاہور مئی ۱۹۹۴ء)

وہابی امت نے یہ سب کچھ حاصل کرنے کے بعد بھی حدیث نجد پر بحث جاری رکھی۔ چنانچہ ۱۹۲۶ء میں امرتسر پنجاب سے وہابی فکر کے ترجمان "اخبار اہلحدیث" میں یہ بحث چھیڑی گئی۔ اس کے جواب میں امرتسر ہی سے حنفی مکتب فکر کے ترجمان "الفقیہ" میں اس کا جواب دیا گیا وہابی فکر کی ترجمانی سردار اہل حدیث جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری کر رہے تھے اور "الفقیہ" جس کے سرپرست اعلیٰ قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمہ تھے" میں